سوال

کیا حضرت عمر حضرت علی کے داماد تھے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا حضرت عمر حضرت علی کے داماد تھے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شیعہ سنی متنازعہ مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ کیا سیدنا عمر فاروق کو سیدنا علی کی داماد کا شرف واعزاز حاصل ہے ؟ علمائے اہل سنت کے نزدیک حضرت عمر کو یہ شرف یقیناً حاصل ہے جب کہ آج کے شیعہ علماء اس شرف وقرابت کے قائل نہیں ، حالانکہ اکابر شیعہ علمائے کرام حضرت عمر کے اس شرف وقرابت کو بہر نوع تسلیم کرچکے ہیں ۔ پیش نظر مقالہ میں اسی مختلف فیہ مسئلہ کا حل فریقین کی صحیح اور معتبر کتب کے حوالہ جات کے ساتھ قارئین کرام کی خدمت میں محض اس لیے پیش کر رہا ہوں تاکہ حضرت عمر کے اس شرف وقرابت کو تسلیم نہ کرنے والے حضرات اپنے رویہ پر ٹھنڈے دل ودماغ سے غور وفرما سکیں اور جدل و مخاصمت کی مچلتی ہوئی ہوامیں قدرے ٹھہراؤ پیدا ہوسکے ۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ ٢٠ ... سورۃ ابراہیم

وَمَا تَوفيقى إِلّا بِاللَّ ٨٨ ... سورۃ ہود

إِن أُريدُ إِلَّا الإِصلاحَ ٨٨ ... سورۃ ہود

حضرت ام کلثوم (زینب صغریٰ) بنت علی جوکہ سیدہ فاطمہ الزہراء ؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں بلاشبہ حضرت عمر فاروق کی زوجہ محترمہ تھیں اور یہ ایسی حقیقت واقعیہ ہے کہ سنی محدثین کرام کے علاوہ خود شیعہ محدثین اور مؤرخین کو بھی اس حقیقت کا اقرار اور اعتراف ہے ۔

سنی کتب اور نکاح ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ''ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے مدینہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم کیں ۔ ایک عمدہ چادر بچ رہی ۔ ان کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ حضرت ! آپ یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی حضرت علی کی صاحبزادی ام کلثوم ؓ کو عنایت فرما دیجیے جو آپ کی بیوی ہیں ۔ الفاظ یہ ہیں : یا امیر المؤمنین اعط ہذا بیت رسول اللہ ﷺ التی عندک . امیر المؤمنین حضرت عمر نے فرمایا : میری بیوی ام کلثوم کے مقابلہ میں بی بی ام سلیط اس چادر کی زیادہ مستحق ہیں ۔ وہ انصاری عورت تھیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی ۔ امیر المؤمنین کہنے لگے : یہ بی بی ام سلیط ؓ جنگ احد میں پانی کی مشکیں اپنی کمر پر لادلاد

کر ہمارے لیے لاتی تھیں۔ (بخاری : باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزوج 1 ص 3)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں :

کان عمر قد تزوج ام کلثوم بنت علی وامہا فاطمہ ولہذا قالوا لہا بنت رسول اللہ وکانت قد ولدت لہ فی حیاتہ وہی اصغر بنات فاطمہ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو ص 59)

کہ حضرت ام کلثوم امیر المومنین جناب عمر فاروق کی بیوی تھیں، ان کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہے، اسی لیے لوگوں نے ان کو بنت رسول اللہ ﷺ کہا، بی بی کلثوم رسول اللہ ﷺ کی حیات ہی میں پیدا ہوئی تھیں اور یہ حضرت فاطمہ الزہراء کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔

نواب وحید الزمان اس حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں : حضرت عمر نے یہ چار حضرت ام کلثوم کو اس خیال سے نہ دی کہ ان کی بیوی تھیں اور غیر عورت کو جس کا حق زیادہ تھا مقدم رکھا۔ سبحان اللہ۔ (تیسیر الباری ج 3 ص 108)

علامہ کرمانی صحیح بخاری کی اس حدیث شرح میں لکھتے ہیں کہ ام کلثوم فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں جو رسول اللہ کی حیات میں پیدا ہوئی تھیں۔ امیر المومنین حضرت عمر نے حضرت علی سے اس محترمہ کا رشتہ طلب کیا تو حضرت علی نے فرمایا : اگر آپ کو میری بیٹی پسند ہے تو میں نے اس کا نکاح آپ سے کر دیا۔ (کرمانی شرح البخاری حاشیہ صحیح البخاری ص 403)

امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری کی اس صحیح حدیث کے بعد ہم کسی اور سنی کتاب کی تصریح اور حوالہ کی مزید ضرورت محسوس نہیں کرتے اور پھر مزید بر آں شیخ الاسلام امام ابن حجر العسقلانی اور علامہ کرمانی کی صراحت کے بعد کسی قسم کی کوئی تشنگی باقی نہیں رہ جاتی۔ تاہم اتمام حجت کے لیے اکابر شیعہ علماء کی کتب معتبرہ سے ایسے گیارہ دلائل پیش کیے دیتے ہیں جن میں حضرت عمر فاروق کو حضرت علی کا داماد تسلیم کیا گیا ہے۔ لیجیے پڑھیے!

شیعہ محدثین اور مؤرخین کی کتب معتبرہ اور صحاح اربعہ

دلیل اول (از فروع کافی) :

اس کتاب کے مؤلف اور شیعہ کے ثقۃ الاسلام ابو جعفر بن یعقوب بن اسحاق کلینی الرازی المتوفی 328 تا 329ھ اپنی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو امام غائب مہدی المنتظر پر پیش کیا تو انہوں نے فرمایا : ھذا کاف لشیعتنا یعنی اس پر مہر تصدیق ثبت فرمائی اور کہا کہ یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے دوسری کتاب کی حاجت نہیں۔

ملا خلیل شارح کافی اپنی کتاب الصافی شرح اصول کافی میں لکھتے ہیں : ''ہمارے علماء کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ آثار صحیح اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جو حدیث بھی کافی (اصول و خروع) میں مروی ہے بالکل صحیح ہے۔'' (الصافی : ص 36) ان دونوں وضاحتوں سے ثابت ہوا کہ شیعہ دنیا میں کافی (اصول و فروع) کو صحیح اور مستند کتاب اور اس کی احادیث کا انکار گویا امام کو جھٹلانے کے مترادف ہے، اور سنیوں کی صحیح البخاری کے پائے کی کتاب سمجھی جاتی ہے، اس لیے ہم نے اس کتاب کے حوالہ جات کو مقدم رکھا ہے۔ اب حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے!

1۔ *عن ابی عبد اللہ فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذلک فرج غصبناہ. (فروع کافی باب تزویج ام کلثوم کتاب النکاح ج 5 ص 346)*

امام جعفر صادق سے جب بی بی ام کلثوم زینت صغریٰ بنت علی کے نکاح کے متعلق پوچھا گیا (کہ اس کا نکاح حضرت عمر سے کیسے ہو گیا؟ تو فرمانے لگے کہ یہ ایک رشتہ ہم سے

چھین لیا گیا تھا۔

دلیل ثانی :۔

جناب جعفر صادق کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر فاروق نے امیر المومنین علی سے ام کلثوم بنت علی کا رشتہ طلب فرمایا تو آپ نے جواب میں فرمایا : وہ ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس جواب کے بعد حضرت عمر نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ کیا میں بیمار ہوں ؟ تو حضرت عباس نے پوچھا : کیوں کیا بات ہے ؟ تو حضرت عمر نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے آپ کو بھتیجے (علی) سے ان کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا ہے ، انہوں نے انکار کر دیا ہے ۔ یاد رکھیے !اگر اس نے میری فرمائش پوری نہ کی تو میں تم سے آب زمزم کی انتظامی سربراہی واپس لے لوں گا اور تمہاری ایک ایک بزرگی ختم کر دوں گا اور علی پر چوری کے دو گواہ قائم کرکے چوری کی حد میں اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دوں گا تو حضرت عباس نے حضرت علی سے حضرت عمر کے جذبات کی اطلاع کرتے ہوئے کہا کہ آپ اپنی دختر ام کلثوم کا نکاح کا معاملہ میرے سپرد کر دو تو حضرت علی نے یہ معاملہ حضرت عباس کے سپرد کر دیا ۔ (فروع کافی : 346/5 طبع دار الکتب الاسلامیہ طہران)

دلیل ثالث :۔

عن عبداللہ بن سنان ، ومعاویہ بن عمار ، عن اَبی عبداللہ علیہ السلام قال : سألتہ عن المرأۃ المتوفی عنہا زوجہا اَتعتد فی بیتہا اَو حیث شاءت ؟ قال : بل حیث شاءت ، اِن علیا علیہ السلام لما توفی عمر اَتی اُم کلثوم فاَخذ بیدہا فانطلق بہا اِلی بیتہ

''عبداللہ بن سنان اور معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ ہم نے امام جعفر صادق سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ عدت وفات کہاں گزارے ؟اپنے شوہر کے گھر بیٹھے یا جہاں چاہے گزارے ؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ جہاں چاہے بیٹھے ۔ کیونکہ جب داماد علی حضرت عمر شہید ہوگئے تو حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے تھے ۔

دلیل رابع :۔

سلیمان بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر بن صادق سے پوچھا کہ بیوہ عورت عدت وفات کہاں پوری کرے ؟اپنے شوہر کے گھر عدت پوری کرے یا جہاں چاہے بیٹھ سکتی ہے ؟ آپ نے میرے جواب میں کہا : جہاں چاہے اپنی عدت پوری کرے اور اپنی اس رائے کو مدلل کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت عمر فوت ہوئے تھے تو حضرت علی اپنی دختر ام کلثوم (زوجہ عمر) کے پاس تشریف لائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے تھے ۔ (فروع کافی : کتاب الطلاق 116/6)

تبصرہ : قارئین کرام !اس تعصب مذہبی کیسے گا یا سبائی ہاتھ کی صفائی کہ جب نکاح ام کلثوم کا دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کی وجہ سے انکار نہ کر سکے تو حضرت علی جیسے غیور اور جسور انسان کے بے بس اور مجبور محض ظاہر کر دیا ، گویا حضرت علی جن کے بارے شیعہ حضرات لافتی اِلا علی ولاسیف اِلا ذوالفقار اور مولیٰ مشکل کشا کہتے نہیں تھکتے بصورت اکراہ و مجبوری اس نکاح کا معاملہ حضرت عباس کو سونپ کر اپنی جان چھڑائی تھی ۔ سبائی حضرات اس حقیقت واضحہ کی کوئی بھی تاویل کریں مگر یہ حقیقت اپنی جگہ بہر حال اور بہر نوع قائم اور دائم ہے کہ حضرت عمر حضرت علی کے داماد اور بی بی ام کلثوم بنت علی کے شوہر نامدار تھے ۔ مزید پڑھئے ۔ اللہ کی توفیق سے ہم دلائل اور براہین قاہرہ کی برکھا برسائے دیتے ہیں ۔ ع

حجت تمام کرتے ہیں آسمان سے ہم

دلیل خامس :

شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن جعفر طوسی متوفی 460ھ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''تہذیب الاحکام''میں غیر مبہم الفاظ میں اعتراف کیا ہے کہ بی بی ام کلثوم بنت علی جو سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے بطن سے تھیں حضرت عمر کی زوجہ محترمہ تھیں ۔

''عن عبداللہ بن سنان، ومعاویۃ بن عمار، عن أبی عبداللہ علیہ السلام قال: سألتہ عن المرأۃ المتوفی عنہا زوجہا أتعتد فی بیتہا أو حیث شاءت؟ قال: بل حیث شاءت، ان علیا علیہ السلام لما توفی عمر أتی أم کلثوم فانطلق بہا الی بیتہ '' (تہذیب الاحکام، کتاب النکاح)

عبداللہ بن سنان اور معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ ہم نے امام جعفر صادق سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ عدت وفات کہاں گزارے؟ اپنے شوہر کے گھر بیٹھے یا جہاں چاہے گزارے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ جہاں چاہے بیٹھے۔ کیونکہ جب داماد علی حضرت عمر شہید ہوگئے تو حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے تھے۔

دلیل سادس:۔

عن سلیمان بن خالد قال: سألت عنعبداللہ عن امرأۃ توفی زوجہا أین تعتد فی بیت زوجہا تعتد أو حیث شاءت؟ قال: بل حیث شاءت ثم قال: ان علیا علیہ السلام لما مات عمر أتی أم کلثوم فأخذ بیدہا فانطلق بہا الی بیتہ. (تہذیب الاحکام: حوالہ مذکورہ)

''سلیمان بن خالد کہتے کہ میں نے حضرت جعفر صادق سے پوچھا کہ بیوہ عورت عدت وفات کہاں پوری کرے؟ اپنے شوہر کے گھر عدت پوری کرے یا جہاں چاہے بیٹھ سکتی ہے؟ آپ نے میرے جواب میں کہا: جہاں چاہے اپنی عدت پوری کرے اور اپنی اس رائے کو مدلل کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت عمر فوت ہوئے تھے تو حضرت علی اپنی دختر ام کلثوم (زوجہ عمر) کے پاس تشریف لائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے تھے۔''

ان دونوں روایات کا درجہ استناد:

فروع کافی کی روایات نمبر 3 و نمبر 4 کو ہم سے شیعہ کی صحاح اربعہ میں شامل کتاب ''تہذیب الاحکا'' سے دوبارہ اس لیے نقل کیا ہے تاکہ قارئین کو ان روایتوں کے پائے کا علم ہو جائے کہ شیعی محدثین نے ان روایات کو صرف قبول ہی نہیں کیا بلکہ ان سے مسائل فقہیہ کا استخراج بھی کیا ہے تاکہ کسی شخص کو ان روایتوں کو کمزور یا ضعیف کہنے کی جرات ہی نہ ہو، کیونکہ محدث اس روایت سے ہی مسئلہ اخذ کرتا ہے جس کو وہ صحیح سمجھتا ہے، ضعیف اور کمزور روایت سے استدلال کی کوئی تک ہی نہیں ہوتی۔ جب اصل اور مستدل ہی کمزور ہو تو فرع اور استدلال لامحالہ تار عنکبوت ہی ہوگا۔

دلیل سابع:۔

حضرت جعفر اپنے والد حضرت باقر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب اور اس کا بیٹا زید بن عمر بن خطاب دونوں ماں بیٹا ایک ہی وقت فوت ہوئے ئی اور یہ علم نہ ہو سکا کہ ان دونوں سے میں سے کون پہلے فوت ہوا! اور ان دونوں میں سے کوئی دوسرے کا وارث نہ بن سکا اور ان دونوں کی نماز جنازہ بھی اکٹھی پڑھی گئی۔ (تہذیب الاحکام 263-262/9)

دیکھئے کتنے صاف اور کھلے الفاظ میں اقرار کیا گیا ہے کہ حضرت کلثوم بنت علی نہ صرف عمر فاروق کی زوجہ محترمہ تھیں بلکہ ان کے بطن سے ایک بیٹا بھی تولد ہوا جس کا نام زید بن عمر تھا۔

دو روایتیں (یعنی نمبر 3 و نمبر 4) جناب ابوجعفر محمد بن حسن طوسی المتوفی 460ھ اپنی کتاب ''استبصار فیما اختلف من الاخبار'' میں بھی لائے ہیں، یہ کتاب شیعہ کی صحاح اربعہ میں شمار ہوتی ہے۔ مولف کے اس طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں روایتیں ان کے نزدیک غایت درجہ کی صحیح ہیں، ورنہ وہ ان کو بار بار نقل نہ کرتے۔

دلیل ثامن:۔

عن عبداللہ بن سنان، ومعاویۃ بن عمار، عن أبی عبداللہ علیہ السلام قال : سألتہ عن المرأۃ المتوفی عنہا زوجہا تعتد فی بیتہا أو حیث شاءت؟ قال : بل حیث شاءت، ان علیا علیہ السلام لما توفی عمر أتی ام کلثوم فانطلق بہا الی بیتہ۔ (کتاب الاستبصار : باب المتوفی عنہا زوجہا ان تبیت عن منزلہا ام لا۔ (ج 3ص 302)

عبداللہ بن سنان اور معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ ہم نے امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ بیوہ عورت اپنی عدت کہاں پوری کرے؟ کیا ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر ہی کے گھر عدت پوری کرے؟ کہا : جہاں چاہے عدت پوری کر سکتی ہے کیونکہ عمر بن خطاب کی وفات پر حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کو حضرت عمر کے گھر سے اپنے گھر لے آئے تھے۔

دلیل تاسع :۔

عن سلیمان بن خالد قال : سألت أبا عبداللہ ع عن امرأۃ توفی زوجہا أین تعتد فی بیت زوجہا تعتد أو حیث شاءت؟ قال : بل حیث شاءت ثم قال : ان علیا ع لما مات عمر أتی أم کلثوم فأخذ بیدہا فانطلق بہا الی بیتہ . (کتاب الاستبصار : باب المتوفی عنہا زوجہا ان تبیت عن منزلہا ام لا۔ (ج 3ص 302)

سلمان بن خالد کہتے ہیں کہ ہم نے امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ بیوہ عورت اپنی عدت کہاں پوری کرے؟ کیا ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر ہی کے گھر عدت پوری کرے؟ کہا : جہاں چاہے عدت پوری کر سکتی ہے کیونکہ عمر بن خطاب کی وفات پر حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کو حضرت عمر کے گھر سے اپنے گھر لے آئے تھے۔

دلیل عاشر :۔

قاضی نوراللہ شوستری شہید ثالث جو کہ گیارہویں صدی کے مشہور شیعہ مجتہد ہیں اپنی مایہ ناز کتاب مجالس المؤمنین میں فروع کافی کی دوسری روایت کو فارسی زبان میں یوں لکھتے ہیں :

درکتاب استغاثہ وغیرہ آں مسطور است کہ چوں عمر بن خطاب جہت ترویج خلافت فاسدہ خود داعیہ تزویج ام کلثوم دختر حضرت امیر نمود آں حضرت جہت اقامت حج مکرر اظہار باد امتناع نمود آخر عمر عباس راخود طلبید وسوگند بوردہ گفت کہ اگر علی رابد امادی من راضی نیسادی آنچہ در دفع او ممکن باشد خواہم کرد ومنصب سقایت حج وزمزم را از تو خواہم گرفت عباس ملاحظہ نمود کہ اگر ایں نسبت واقع نشود آں فظ وغلیظ مرتکب چناں امر نا صواب خواہد شد، امیر علیہ السلام التماس والحاح نمود کہ نکاح آں مطہرہ مظلومہ را بو تفویض نماید چوں مبالغہ عباس در آں باب از حد گزشت آنحضرت از روئے اکراہ ساکت ستند، تا آنکہ عباس از خود ارتکاب تزویج اور نمود وجہت اطفاء نائرہ فتنہ اور راباں منافق ظاہر الاسلام عقد فرمود۔ (مجالس المومنین ج 1ص 182، کشف الاسرار ص 39)

"کتاب استغاثہ وغیرہ میں منقول ہے کہ جب عمر بن خطاب نے اپنی خلافت کو ترویج دینے کے لیے حضرت علی کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا تو آپ نے دوبارہ حجت قائم کرنے کے لیے اس سے انکار کر دیا۔ آخر کار حضرت عمر نے حضرت عباس کو اپنے پاس بلایا اور قسم کھا کر کہا کہ اگر آپ نے حضرت علی کو مجھے اپنا داماد بنانے پر تیار نہ کیا تو مجھ سے جو کچھ ہو سکا کروں گا اور سقایہ حج اور زمزم کا منصب تجھ سے واپس لے لوں گا۔ جب حضرت عباس نے یہ معلوم کر لیا کہ یہ سخت آدمی اس ناروا معاملہ کو اسی طرح کرے گا جیسا کہ وہ کہہ کر رہا ہے تو حضرت عباس نے حضرت علی کو چمٹ کر التماس کی کہ اس مطہرہ مظلومہ کے نکاح کا معاملہ اس کے ہاتھ دے دیں۔ جب حضرت اس بارے میں حد سے گزر گئے تو حضرت علی نے بصورت اکراہ خاموشی اختیار کر لی یہاں تک کہ حضرت عباس پھر اپنے آپ اس نکاح کے مرتکب ہوئے اور بھڑکنے والے فتنہ کی آگ کو بجھانے کی خاطر اس منافق ظاہر اسلام (عمر) کے ساتھ عقد کیا۔

قارئین کرام! اندازہ فرمائیے قاضی نوراللہ شیعہ مجتہد نے کتنے زہریلے الفاظ میں اس نکاح کا اقرار کیا ہے اور حضرت علی کی رضامندی کو کتنی چابکدستی سے غتر بود کرنے کی کوشش کی ہے اور فاروق اعظم پر کتنا ناپاک حملہ کیا ہے ایک طرف تو انہیں حضرت علی کی دامادگی کا شرف حاصل ہو رہا ہے اور دوسری طرف ان پر منافقت کا فتویٰ لگا کر فتنہ سبائیت کو ہوا دی جا رہی ہے اور تیسری طرف ام کلثوم کو مظلومہ اور مجبورہ ثابت کر کے حضرت عمر سے نفرت ولائی جا رہی ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دی جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اگر آپ تھوڑی سا بھی غور فرمائیں گے تو آپ پر یہ راز کھل جائے گا کہ حب اہل بیت کا لبادہ اوڑھ کر اہل بیت سے کس قدر دشمنی کی جا رہی ہے اور ان کی غیرت کا مذاق اڑایا جا رہا ہے ۔ (العیاذ باللہ) وہ اتنے کمزور تھے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی عزت کی حفاظت نہ کر سکتے تھا ۔ جبکہ شیعی عقیدہ کے مطابق حضرت علی مولیٰ مشکل کشا ہیں اور چودہ سو سال کے بعد ان کی مدد کر سکتے ہیں اور یا علی مدد ان کا ورد بن چکا ہے جس کا آغاز عبداللہ بن سباء نے کیا تھا ۔

خزاں کے ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا

بہار کیسی نشان بہار تک نہ رہا

دلیل احد عشر :

لیجیے ! ہم آپ کی خدمت میں پیش کیے دیتے ہیں ایسی روایت جو شیعہ کی معتبر تاریخ کتاب ناسخ التواریخ میں درج ہے جو نہ صرف قاضی نوراللہ کی اس دوہری پالیسی کی تردید کر رہی ہے بلکہ اس رشتہ کے معاملہ میں حضرت علی کی مکمل رضامندی کا بھی کھلا ثبوت ہے ۔ وہ روایت حسب ذیل ہے :

''حضرت علی نے حضرت عمر سے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح بڑی خوشی سے خود کیا ، مہر وصول کیا اور بیٹی کو اپنے شوہر عمر فاروق کی اتباع کی وصیت فرمائی ۔ '' (ناسخ التواریخ ج2ص296)

مزید برآں یہ کہ خود قاضی صاحب موصوف اپنی اس کتاب ''مجالس المومنین'' میں ایک دوسرے مقام پر حضرت علی کی اس مجبوری کا خود بھی ذکر نہیں کرتے ۔ فرماتے ہیں :

نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی عثمان کو دی اور علی ولی نے اپنی بیٹی عمر کو دی ۔ (مجالس المومنین ج1ص204)

مناظر اسلام مولانا محمد صدیق بلوچ کا قول فیصل :۔

فرماتے ہیں چوتھی صدی کا محدث اعظم محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی اپنی مایہ ناز کتاب ''کافی'' میں دو مقام پر چار ہندسوں کے ساتھ اس واقعہ کو بیان کرے اور پانچویں صدی کا شیعی محدث علامہ ابو جعفر محمد بن حسن بن علی طوسی جس کو شیعی دنیا میں امام مسلم کا رتبہ حاصل ہے ، اپنی دونوں تصنیفوں میں اس روایت کو متعدد طرق سے نقل کرے ۔ اس بنا پر اس روایت کو درجہ تواتر کیوں حاصل نہ ہوگا ؟ حالانکہ شیعی اصول حدیث کی کتابوں میں اس سے کم درجہ کی اخبار کو درجہ تواتر میں شمار کیا گیا ہے ۔ دیکھیے ''معالم الاصول'' میں منقول ہے :

(ترجمہ) ''تواتر معنوی کا بیان ۔ بہت سی جنگیں کے واقعات کثرت سے آتے ہیں اور مختلف ہوتے ہیں لیکن ہر ایک خبر ان سے التزامی اور تضمنی کے اعتبار سے ایک ہی منتج ہوتی ہے اور ان سے ایک قدر مشترک کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور ایسی خبر کا نام ''متواتر من جہت المعنی'' رکھا جاتا ہے جیسا کہ حضرت علی امیر المومنین کے جنگی واقعات ہیں کہ آپ نے فلاں شخص کو غزوہ بدر میں اس طرح قتل کیا اور فلاں کے ساتھ احد میں یہ سلوک کیا وغیرہ وغیرہ ۔ پس یہ خبریں التزامی طور پر آپ کی شجاعت پر دلالت کرتی ہیں اگرچہ ان جزئیات سے کوئی شے بھی قطعی علم کے درجہ کو نہیں پہنچتی ۔ '' (معالم الاصول)

جب جنگی خبروں کو تواتر کا درجہ دیا جا رہا ہے تو اس حدیث کو کیوں نہ درجہ تواتر حاصل ہوگا ؟ اور خبر متواتر سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے اور اس کا انکار نا ممکن ہے ، اسی لیے تو کتاب ''مراۃ العقول شرح فروع واصول'' کے مصنف نے اس روایت کو منکرین پر تعجب کا اظہار کیا ہے ، فرماتے ہیں :

تلک الأخبار وما سیأتی بأسانیدأن علیا علیہ السلام لما توفی عمرأتی أم کلثوم فانطلق بہاالی بیتہ وغیر ذلک مماأوردتہ فی کتاب بحارالأنوارإنکارذلک عجیب

یہ تمام حدیثیں اور جوبعد میں باسناد ذکر کی جائیں گی کہ جب حضرت عمر فاروق فوت ہوگئے تو حضرت علی ام کلثوم کے پاس آئے اور ان کو اپنے گھر لے گئے اس کے سوا جن روایات کو میں نے اپنی کتاب ''بحار الانوار'' میں ذکر کیا ہے ان کا انکار کرنا عجیب بات ہے ۔

حدیث متواتر سے انکار نا ممکن ہے :۔

تکثیر اسناد کے ساتھ روایت کے بیان ہونے کے بعد اس سے انکار مشکل نہیں ناممکن ہوتا ہے ہے ، کیونکہ متواتر کے سچے ہونے اور واقع ہونے کی کوئی شک ہوتا ہی نہیں جیسا کہ ''معالم الاصول ''میں متواتر کی تعریف میں لکھا ہے :

فالمتواترہو خبر جماعۃ یفید بنفسہ العلم بصدقہ ولاریب فی امکانہ ووقوعہ . (ص 169)

یعنی متواتر وہ روایت ہے جسے ایک جماعت بیان کرے اور وہ بذات خود فائدہ علم یقینی کا دیتی ہے بلحاظ اپنے سچے ہونے کے ، اس کے وقوع اور امکان میں کسی قسم کے شک کی بھی گنجائش نہیں ہوتی ۔

کتاب ''معالم الاصول ''شیعہ کے نزدیک اصول حدیث وفقہ کی یکتا کتاب ہے ۔ ان مذکورہ حدیثوں کی روشنی میں جو تعداد اسناد کے اعتبار سے حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں انکار کرنا گویا شیعہ مذہب سے انکار کے مترادف ہے ۔

آپ متعجب ہوں گے کہ جب اتنی روایات صحیح موجود ہیں تو پھر شیعہ حضرات اس رشتہ کا انکار کیوں کرتے ہیں ؟ اصل بات وہی ہے جو ہم ابتدا میں ذکر کر آئے ہیں کہ جب عمر فاروق کو داماد فاطمہ الزہراؓ کا شرف حاصل ہوجاتا ہے تو پھر تمام شیعی اعتراضات جو خلیفہ ثانی عمر فاروق پرکئے جاتے ہیں ان کی حقیقت ہباء منشورا کی سی رہ ہے اور تمام شیعی مذہب کا تارہ وپور بکھر کر رہ جاتا ہے اس لیے وہ اتنی بین روایات کے ہوتے ہوئے بھی اپنے بوسیدہ اعتراضات اور ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے اور میں نہ مانوں کی رٹ لگائے جاتے ہیں ، حالانکہ حضرت عمر کو حضرت علی وفاطمہؓ کا داماد تسلیم کرلینے سے شیعہ سنی اختلاف کی بنیاد ہی ختم ہوجاتی ہے ، حالانکہ حضرت عمر کو حضرت گھر سے مراسم رکھتے اور یوں آپس میں شیر وشکر تھے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو پکا مسلمان سمجھتے تھے ۔ ورنہ حضرت علی ایک منافق ، ظاہر الاسلام اور کافر سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کیوں کرتے ؟ اگر وہ حضرت علی کے حقوق کے غاصب ہیں تو انہوں نے بایں قوت وحشمت اپنے بدترین دشمن کو شرف دامادی کیوں عطا کیا ؟ دراصل بات یہ ہے کہ حضرت عمر سبائی پروپیگنڈہ کا ہدف بنایا گیا ہے ، ورنہ ان کے مخلص مسلمان ہونے اور اسلام کی خدمات میں صحابہ کرام یا اہل بیت کو کسی قسم کا انکار یا شک وشبہ نہ تھا ۔

ایک تاویل اور اس کا جواب :۔

شیعہ حضرات حضرت عمر فاروق کی دشمنی میں اس رشتہ کا انکار کرتے ہوئے اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر نے حضرت علی سے ام کلثوم بنت علیؓ کا رشتہ طلب کیا تھا تو حضرت علی نے ایک جن عورت کو اپنی بیٹی ام کلثوم کی صورت میں ڈھال کر عمر سے بیاہ دیا تھا ۔

جواب : اہل علم وتحقیق شیعہ علماء خود ایسی پوچ تاولوں کو مسترد کرتے ہوئے اس حقیقی واقعہ کو کھلے دل اور شرح صدر کے ساتھ تسلیم کرچکے ہیں ۔ جیسا کہ ''فروع کافی '' کے محشی علامہ علی اکبر غفاری دلیل اول کے حاشیہ میں اس رشتہ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ام کلثوم ہذہ ہی بنت أمیر المؤمنین علیہ السلام قد خطبہا الیہ عمر فی زمن خلافتہ . (حاشیہ فروع کافی : ج 5 ص 436)

''یہ بی بی ام کلثوم امیر المومنین علی بن ابی طالب کی دختر ہیں اور حضرت عمر بن خطاب نے اپنی خلافت میں اس بی بی کا رشتہ حضرت علی سے طلب کیا تھا ۔''

لیجئے جناب! اس پوچ تاویل کا بھانڈا بیچ چوراہے کے پھوٹ گیا۔

ہوا مدعی کا میرے حق میں فیصلہ اچھا

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

ایک اور تاویل اور اس کا جواب :-

ام کلثوم نامی عورت جس کا نکاح حضرت عمر سے ہوا وہ ابو بکر صدیق کی بیٹی تھی۔

جواب : اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کی دختر کا نام بھی ام کلثوم تھا، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز صحیح نہیں کہ حضرت علی کی بیٹی کا نام ام کلثوم نہ تھا اور پھر ''تہذیب الاحکام'' کی وہ روایت جو پیش نظر مقالہ کی دلیل نمبر 7 میں

عن جعفر، عن أبيه عليهما السلام قال : ماتت أم كلثوم بنت علي وابنها زيد بن عمر بن الخطاب في ساعة واحدة لا يدرى أيهما هلك قبل فلم يورث أحدهما من الآخر وصلّي عليهما جميعاً کی کیا تاویل کروگے؟ (ملاحظہ فرمائیے تہذیب الاحکام، کتاب المیراث)

خلاصہ کلام یہ کہ رسیدہ ام کلثوم بنت علی جوکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی نواسی تھیں، بلاشبہ حضرت عمر فاروق سے بلاجبر واکراہ بیاہی گئی تھیں اور ان کے بطن سے ایک لڑکا زید بن عمر بن خطاب پیدا ہوا تھا اور اس رشتہ کی روایت خود شیعہ علمائے اصول کے نزدیک متواتر ہے اور متواتر روایت کا انکار بڑی جسارت ہے اور مذہب شیعہ سے انکار کے مترادف ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص84

محدث فتویٰ